حج اور مغل بادشاہ اکبر

پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین ہمدانی
جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ سلطان محمود غزنوی سے بہادر شاہ ظفر تک متعدد مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان پر حکومت کی اور ان میں سے اکثر حکمراں دین مبین اسلام سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ ہندوستان کے ہر شہر وقصبہ میں چھوٹی بڑی مسجدوں کی موجودگی ان کی دینداری اور اسلام دوستی کا بین ثبوت ہیں، لیکن ان حکمرانوں میں سے معدودے چند افراد یا مورخین کو معلوم ہوگا کہ حج جیسے عظیم فریضہ الٰہی کی ادائیگی کا اہتمام ان حکمرانوں کے دور حکومت میں کس پیمانہ پر کیا جاتا تھا۔ فاضل مقالہ نگار نے اکبر اعظم اور حج جیسے عنوان کے تحت لازمی معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ (ادارہ)

حج فریضہ مذہبی ہے اور کچھ شرائط کے ساتھ اس کو ایک مرتبہ ادا کرنا واجب ہے۔ خلفائے راشدین اور ائمہ اطہار علیہم السلام نے تو حج کئے لیکن حکمراں بنی امیہ اور حکمراں بنی عباسیہ میں سے کتنے حکمرانوں نے حج ادا کیا اس کا علم نہیں؟ پھر کتنے مسلم سلاطین اور بادشاہوں نے حج ادا کیا اس کا بھی کوئی علم نہیں۔ ہندوستان میں تیرہویں صدی عیسوی سے ۱۹ویں صدی عیسوی تک مسلم سلاطین و بادشاہوں کی حکومت رہی لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی فریضہ حج ادا نہیں کیا۔ جبکہ انہیں امیر المومنین اور ظل اللہ کے خطابات سے نوازا گیا۔ حد یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق جس نے اسلامی شریعت کے نفاذ کی کوشش کی، حج ادا نہیں کیا۔ اورنگزیب نے بھی جزیہ لگایا اور فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کرائی لیکن فریضہ حج ادا نہیں کیا۔ کیا انہوں نے باوجود استطاعت ہونے کے حج کے سقوط کے سلسلے میں علمائے سے کوئی فتویٰ حاصل کیا۔ اس کا کوئی ذکر اس دور کے ماخذ میں نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ اس وقت کوئی مشکل کام نہ تھا۔ علماء کا ایک گروہ سلاطین وبادشاہوں کو ان کی مرضی کے مطابق فتوے دینے کے لئے تیار رہتا تھا۔ ملوکیت کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ کب آپ کو اقتدار سے ہٹادیا جائے کچھ پتہ نہیں اور اگر حج کو چلے جاتے تو پھر اللہ ہی حافظ تھا۔ اسی لئے کسی ہندوستانی مسلم حکمراں نے ایسا تلخ تجربہ ہی نہیں کیا۔ حج سے واپسی پر تو معمولی مناصب بھی خطرے میں پڑجاتے تھے۔

مغل بادشاہ اکبر (1556-1605) نے اسلامی عقائد میں کافی دلچسپی لی۔ دہلی کے سلطان

غیاث الدین تغلق نے قلعہ تغلق آباد میں جو مسجد تعمیر کی وہ اس کے محل سے ایک منزل نیچے ہے۔ لیکن اکبر نے جب اپنا نیا مرکز سیکری گاؤں کے قریب فتح پور کے نام سے پلان کیا تو اس میں جامع مسجد سب سے بلند مقام پر تعمیر کی اور اپنا محل اس کے نیچے۔ اشرف خاں نے اس مصرع سے اس کی تعمیر کی تاریخ نکالی۔ ؎ ثانی المسجد الحرام آمد۔ مکہ ثانی[۱] اس کا مطلب ہوا کہ اکبر کے ذہن ودماغ پر مکہ غالب تھا۔ اس سے اکبر کے عقائد کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ اکبر کے دور میں بھی اور اس سے پہلے بھی لوگ حج کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اکبر نے حج کے لئے جانے والوں میں بھی ایک نظم پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس نے اپنے امراء میں سے ایک امیر کو میر حاج بنانا شروع کیا تاکہ تمام لوگ اس کی معیت وسربراہی میں حج کے لئے روانہ ہوں اور ان کی پوری دیکھ بھال رکھی جائے[۲] اکبر کی جانب سے اور کون لوگ ہوتے تھے جو اس ڈیلیگیشن میں جاتے تھے اس کی تفصیل ابوالفضل یابدایونی نے نہیں دی۔ اکبر نے مکہ میں ایک حویلی بھی تعمیر کرائی [۳] تاکہ وہاں وہ حاجی قیام کرسکیں۔ اس حویلی کی زیادہ تفصیل نہیں مل سکی۔ ان تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر نے حج کے سلسلے میں بڑی دلچسپی لی اور حجاج کی سہولیات کے لئے حکومت کی طرف سے لوگوں کو مقرر کیا۔

اکبر نے ایک مرتبہ خواجہ خاوند محمد کو میر حاج مقرر کیا اور چھ لاکھ روپے اور دوسری اشیاء حرمین شریفین کے مستحقین کے لئے ان کو دی تاکہ ان میں یہ رقم اور جنس تقسیم کی جائے۔ اور ایک رقم حرم مبارک کے قریب ایک حویلی کی تعمیر کے لئے دی تاکہ حج کے وقت حجاج اس حویلی میں آرام کرسکیں[۴] اس سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر نے حج کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے تاکہ حجاج کو آسانی ہو۔ انہوں نے نہ صرف ہندوستان کے لوگوں کی مدد کی بلکہ حرمین شریفین میں جو لوگ رہتے تھے اور ان کی مالی حالت کمزور تھی ان کی مدد کے لئے بھی کثیر رقم بھیجی تاکہ ان کی مدد ہوسکے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر کے عہد میں ہندوستان میں مال ودولت کی فراوانی تھی اور اس وقت عرب کی حالت خستہ تھی۔ اس لئے کہ اکبر نے چھ لاکھ روپئے بھیجے تاکہ حرمین شریفین کے مستحقین کی مدد ہوسکے۔ عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ جب یہ قافلہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا تو اس وقت اکبر نے احرام زیب تن کیا جب کہ حاجی، حج کے موقع پر پہنتے ہیں اور اس لباس کو پہن کر سروپا برہنہ کچھ دور اس قافلہ حجاج کے ساتھ حاجیوں کی شکل بنا کر چلا[۵] ان حجاج کے ساتھ چلا تاکہ اس کا شمار حاجیوں میں ہوسکے۔ اکبر کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خواہش ہوگی کہ وہ حرمین شریفین کی

زیارت کرتا اور حج ادا کرتا لیکن حکومت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ میں حاجیوں کی شکل بنا کر حاجیوں کے قافلے کے ساتھ کچھ دور ہی چل لوں۔

مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری نے جو اکبر کے عہد کے عالم تھے یہ فتویٰ جاری کیا کہ ''اب آج کے دور میں حج ساقط ہوگیا ہے۔'' لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ حج کے سقوط کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حج جانے کے لئے صرف دو راستے ہیں ایک بری راستہ اور دوسرا بحری راستہ۔ بری راستہ ایران ہوکر جاتا ہے۔ جو شیعوں کا ملک ہے اور حاجیوں کو قزلباشیوں سے تکلیف پہونچتی ہے ۔ بحری راستہ پر پرتگالیوں کا قبضہ ہے اور حاجیوں کو ان کے جہازوں میں سفر کرنا ہوتا ہے لیکن وہ ایک پاسپورٹ دیتے ہیں جس کو ہر حاجی کو رکھنا ہوتا ہے اس پر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر بنی ہوتی ہے جو ہمارے لئے بت پرستی کا باعث ہے۔ لہٰذا حج پر جانے کے لئے دونوں راستے صحیح نہیں اس وجہ سے ان حالات کے تحت کے حج کو ساقط کردیا گیا''۔[۶] یہ فتویٰ مغل عہد میں فرقہ وارانہ تعصب کی عکاسی کرتا ہے کہ مسلمان آپس میں کس قدر نفرت کرتے تھے ، کہ ایران ہوکر جانا بھی ممنوع کردیا۔ آج تمام علماء انگلینڈ ، امریکہ وغیرہ کا سفر خوب کرتے ہیں اور خوشی خوشی اپنا پاسپورٹ بنواتے ہیں جس پر مختلف ملکوں میں مختلف چیزیں بنی رہتی ہیں لیکن کوئی فتویٰ نہیں دیتا۔ لیکن اسی کے ساتھ ایک مسئلہ یہ تھا کہ سولہویں صدی عیسوی میں حج کے لئے جانا اور واپس آنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ لہٰذا اکبر نے علماء کے لئے ایک بڑی اچھی سزا رکھی کہ وہ جس عالم یا امیر سے ناراض ہوجاتا اس کے لئے حکم جاری کردیتا کہ وہ فوراً حج کے لئے جائے۔ حج پر جانے میں دو خطرے تھے ایک تو منصب گیا اور دوسرے زندگی کا خطرہ۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ حج کے سقوط کا فتویٰ اکبر کے اس حکم سے بچنے کے لئے دیا گیا ہو۔ ایک مرتبہ اکبر نے حکم دیا کہ علماء کی ایک فہرست تیار کی جائے مجھے انہیں مکہ بھیجنا ہے۔ آگرہ سے یہ خبر لاہور تک پہونچی اس لئے کہ لاہور علماء کا ایک بڑا مرکز تھا اور بہت سی تحریکیں وہیں سے شروع ہوتی تھیں۔ بدایونی لکھتے ہیں کہ اس خبر سے لاہور کے علماء پریشان ہوگئے اور انہوں نے معلوم کرنا شروع کردیا کہ ہمارا نام تو اس فہرست میں نہیں ہے[۷] اکبر کے ذریعے کئے گئے ان اقدامات سے پتہ چلتا ہے کہ مغل بادشاہ اکبر پہلا مسلم حکمراں تھا جس نے حج کے سلسلہ میں توجہ دی اور حجاج کی سہولتوں کے لئے ذاتی دلچسپی لیکر انتظامات کئے تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ اور حفاظت کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوں اور بخیر وسلامت ہندوستان واپس آئیں ۔ اکبر

ایک عالم تھا اور اسلام کی پوری سمجھ رکھتا تھا لیکن اس دور کے بہت سے علماء ومشائخ اس کو نہ سمجھ سکے جس کے نتیجے میں اکبر کے خلاف ایسی باتیں لکھدیں جن کو انگریز مورخین نے اپنی کتابوں میں شامل کرلیا۔ اور اسی وجہ سے ایک ذہن اس کے خلاف بنوادیا۔ اس دور کے جید عالم شیخ عبد الحق محدث دہلوی ذکر الملوک میں اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اسی طرح مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر اپنے مکتوب میں اکبر کا مداح ہے۔

حواشی:

۱۔عبد القادر بدایونی ،منتخب التواریخ، جلد ۲، پٹنہ، ۱۹۷۳،صفحہ ۱۱۲

۲۔ ایضاً ،صفحہ ۲۱۷

۳۔ایضاً ،صفحہ ۲۴۶

۴۔ایضاً ،صفحہ ۲۵۳

۵۔ ایضاً ،صفحہ، ۲۴۶

۶۔ ایضاً،صفحہ ۲۰۶

۷۔ایضاً ،صفحہ ۲۸۳